افراد کی کردار سازی اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Character Building of Individuals and Biography of the Prophet (PBUH)

Umme Aymen Abdul Razzaq
Visiting lecturer, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad.
ummeaymen38@gmail.com

ABSTRACT

In this beautiful world man possesses a unique personality that creates calm, quiet and blessings around us and the bad characters spread odors in the universe. Training of masses with society, make a civilized society with good manners. This type of guidance and training mold them to lead their lives with morality and dignity. It is such unique code of life through which we gain rewards to success and also the guarantee of achievements in this universe and thereafter. So Allah Almighty guided them to come through training on the right path and He revealed His book "The Holy Quran" which is the perfect and unique principles to the humanity saved it as an example till the destruction of this entire universe and the day of judgement. His character of morality was a complete and unique character and comprehensive and practicable in every aspect of life. If we adapt the same syllabus for our Holy Prophet (PBUH) that was left for us 1400 years ago, we may have the real generation beneficial for this world and hereafter. Harmony and brotherhood can be created among the new generation. To create the sense of responsibility has been tried on these pages. How can we build the character in the light of Sunnah of our Holy Prophet (PBUH).This is the concluded statement which may be beneficial for our new generation in this world and thereafter.

Keywords: The prophet's seerah, merge attributes, reform society, training of people

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح وہدایت کے لیے مختلف ادوار واقوام میں بے شمار انبیاء ورسل مبعوث فرمائے اور پھر اس سلسلہ کی آخری کڑی میں سید کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (1)

(وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے (محمد ﷺ) کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔)

ابو ہریرۃ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''انما انا لکم مثل الوالد لولده، اعلمکم اذا اتیتم الفائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ''(2)

(میں تمہارے لیے ایسا ہی ہوں جیسے باپ اپنے بیٹے کے لیے، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرو۔)

آپ ﷺ نے تمام بنی نوع انسان کی صحیح عقائد اور عمل صالحہ کی طرف توجہ دلائی۔ امانت و دیانت، شفقت اور پیار، ایثار و قربانی، زہد و تقویٰ، خوش طبعی اور نرم مزاجی، شجاعت و صبر و تحمل اور حسن و ظن جیسے بے شمار خصائل کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صفاتِ عالیہ کا ایک نمونہ کامل بنا کر لوگوں کی راہنمائی کے لیے بھیجا۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوة حَسَنة "(3)

(تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔)

حضور اکرم ﷺ کی سیرت جامعیت ہی عمدہ مثال ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت، اسوہ، کلام، قول اور فعل رہتی دنیا تک آنے والے لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

کامیاب مربی کے اوصاف سیرت کی روشنی میں

تعلیم اور تربیت اور تعمیر و شخصیت کے سلسلہ میں مربی کے اندر ایسی صفات موجود ہوں تو تربیت میں بہت مدد ملتی ہے۔ ورنہ تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع یہاں تک کہ حکیمانہ طریقے بھی سود مند ثابت نہیں ہوتے۔ ذیل میں ایسی کاملانہ صفات کا ذکر کیا جارہا ہے جن کے حصول کے لیے مربی کو کوششیں کرنی چاہیے۔

۱۔ نرم دل اور نرم رویہ

اصلاح وتربیت کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نرم رویے کو اپنائے۔ ایک مربی کا اسوہ رسول اور اسوۂ صحابہ سے واقفیت رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ ان کی زندگی کی روشنی میں فرائض کی ادائیگی کرسکیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

''الا اخبرکم بمن یحرم علی النار؟ علی کل قریب ھین سھل''(4)

(کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو جہنم کی آگ پر یا جہنم کی آگ ان پر حرام ہے؟ جہنم کی آگ لوگوں کے قریب رہنے والے، آسانی کرنے والے اور نرم اخلاق والے پر حرام ہے۔)

۲۔ صبر اور بردباری

مربی کو صبر و تحمل، بردباری اور آہستہ روی کا پیکر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ بہت پسند ہیں جو حلم و بردبار اور تمام امور میں آہستہ روی اختیار کرتے ہیں۔ نئی نسل کے اخلاق کی تعمیر و شخصیت میں ان دو صفات کی روشنی ڈالنی بہت ضروری ہے۔ ایک بار ایک مصیبت زدہ صحابی سیدنا خباب بن الارث نے آپ ﷺ سے دشمنانِ دین کی طرف سے پیش آنے والے مصائب و تکالیف کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''لیتمن ھذا الذی الامر حی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لایخاف الا اللہ او الذئب علی غنمہ و لکنکم تستعجلون''(5)

(اللہ کی قسم یہ اسلام بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضرموت کا سفر کرے گا لیکن راستوں کے پُرامن ہونے کی وجہ سے اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا صرف بھیڑیے کا خوف ہوا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھاجائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔)

۳۔ رحم دلی

مربی کے اندر رحم دلی اور مہربانی کا عنصر ضرور ہونا چاہیے تاکہ وہ اصلاح وتربیت جیسے نازک اور اہم فرائض کی ادائیگی کرسکے اور ان نفسیاتی پیچیدگیوں اور نزاکتوں کو سمجھ سکے جس کی وجہ سے لوگوں کے بھٹکنے اور گمراہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے پاس رہتے تھے۔ ہم سب ہم عمر نوجوان تھے۔ ہم آپ ﷺ کے پاس بیس روز ٹھہرے اور ان دنوں میں ہم نے آپ ﷺ کو نہایت مہربان اور رحم دل پایا۔

آپ ﷺ کو خیال آیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے لیے بے چین ہوں گے تو آپ ﷺ نے ہم سے ہمارے گھر والوں کے بارے میں دریافت کیا کہ اپنے گھر کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو تو ہم نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ارجعوا الی أهلیکم فاقیموا عند هم و علمو هم و مرو هم، اذا حضرت الصلاۃ فلیؤذن لکم احدکم ولیؤ هکمکم اکبرکم''(6)

(تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ اور ان کے پاس رہو اور ان لوگوں کو بھی سیکھاؤ اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو انہیں حکم دو اور تم میں سے جو اذان کہے تو تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔)

۴۔ غصہ سے اجتناب

اصلاح و تربیت کرتے وقت غصہ اور جنونی اشتعال سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان کے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جو انسان اپنے غصے پر قابو پالے گا وہ ایک اچھی مربی بننے میں کامیاب ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی نے آکر درخواست کی کہ مجھے سکھایئے لیکن اتنا کہ میں یاد رکھ سکوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''لا تغضب فردد ذلک مرارا، کل ذلک یقول: لاتغضب''(7)

(غصہ مت کرو وہ کئی بار یہ ہی سوال دہراتا رہا اور آپ ہر بار کہتے رہے غصہ مت کرو۔)

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایسا شخص تو پہلوان نہیں ہوتا بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پا لے۔''(8)

۵۔ اعتدال اور توازن

اسلام میں اعتدال اور توازن کی ترغیب دی گئی ہے اور اعتدال سے تجاوز کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ آپ ﷺ دین کے کاموں میں اعتدال اور توازن کا دامن نہ چھوڑتے تھے۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں لیٹ ہو جاتا ہوں کیونکہ وہ طویل نماز پڑھاتا ہے۔ آپ ﷺ کو شدید غصہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یأها الناس، ان منکم منفرین فمن امر الناس فلیتجوز، فان خلفه الضعیف والکبیر وذاالحاجة"(9)

(اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ نماز سے لوگوں کو دور کرنے کا باعث ہیں۔ پس جو شخص امام ہو اسے ہلکی نماز پڑھنی چاہیے۔ اس لیے کہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت والے سب ہی ہوتے ہیں۔)

۶۔ وعظ و نصیحت

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ گفتگو بھی اصلاح و تربیت بے معنی ثابت ہوتی ہے کہ ہر وقت بندہ نصیحت کی جائے ایک مربی کے اندر یہ صفت موجود ہونی چاہیے کہ وہ بار بار نصیحت نہ کرے کیونکہ اس سے افراد کی نگہداشت مفید اور کارآمد ثابت نہیں ہوتی جبکہ وقفے وقفے سے نصیحت کرنا اصلاح و تربیت میں کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

"کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یتخولنا بالموعظة فی الایامه کراهة الساعة علینا" (10)

(رسول اللہ نے ہمیں نصیحت فرمانے کے لیے کچھ دن مقرر کر دیے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں۔)

۷۔ آسان کام کو اختیار کرنا

ایک کامیاب مربی کی یہ صفات ہے کہ وہ آسان کام کو اختیار کرے اور اصلاح و تربیت میں اس بات کا خیال رکھے کہ دوسروں کو تربیت دیتے وقت دو کاموں میں سے آسان کو اختیار کرنے کی تعلیم دے۔ اس شرط پر کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"ماخیر رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم بین امرین الا اخذ یسرهما ما لم یکن اثما، فان کان اثما کان بعد الناس منه" (11)

(رسول اللہ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کے اختیار کو کہا گیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے آسان ترین کام کو اختیار کیا جبکہ وہ گناہ کا کام نہ ہو اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ دور رہتے۔)

اصلاحِ معاشرہ کے لیے رسول اللہ کا مثالی اسوۂ

انسانی زندگی کی بہتری اور دنیاو آخرت میں شاندار کامرانی کے لیے ایک مثالی اسوۂ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اسلام کی تمام معروف قد آور شخصیات صرف ایک مثالی ہستی سے مربوط ہیں اور وہ مثالی ذات امام الانبیاء، سید البشر، خاتم النبیین، محسن انسانیت، رحمت عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ ذاتِ گرامی تمام بنی نوع انسان چھوٹے بڑے اَن پڑھ اور پڑھے لکھے افراد کے لیے مثالی شخصیت اور تمام محاسن اخلاق کی جامع ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ"(12)

(اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں۔)

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًاo وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا"(13)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھ کو گواہ، خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی، اخلاقی اور عقلی اعتبار سے انتہائی کامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور کردار بے داغ اور کھلی کتاب کی طرح تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات وصفات میں کمال کا درجہ عطا کیا تھا کہ قیامت تک ہر آنے والے انقلاب خواہ وہ علم سے ہو یا تہذیب وتمدن کی ترقی سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ سب سے بلند تر ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی صداقت وشعاری کے آئینے کی طرح صاف تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن ابو جہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہیں کہتا تھا البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو تسلیم بھی نہیں کرتا تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لاَ يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللّهِ يَجْحَدُونَ" (14)

(ہم جانتے ہیں کہ یہ کافر جو کہتے ہیں ان سے تم رنجیدہ ہوتے ہو اس لیے کہ وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔)

ذہانت اور عقلی کمال میں آپ ﷺ بے مثال تھے۔ نبوت سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر کا سلسلہ جاری تھا۔ حجرہ اسود نصب کرنے کا موقع آیا تو شدید قبائلی تعصب میں بات خون ریزی تک جا پہنچی۔ پھر فیصلہ یہ ہوا کہ جو شخص صبح حرم میں سب سے پہلے آئے گا اس کو حجرہ اسود نصب کرنے کا موقع دیا جائے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہلے ہی وہاں موجود تھے اور حجرہ اسود نصب کرنے کے حق دار قرار پائے۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنی عقلی تدبیر سے اس کام میں سب کو شریک کر لیا۔ ایک چادر میں حجرہ اسود کو رکھا اور ہر قبیلے کے سردار کو چار پکڑ کر اٹھانے کو کہا اس کے بعد خانہ کعبہ کی دیوار میں یہاں نصب کرنا تھا۔ اپنے دست مبارک سے اس کو نصب کر دیا یہ آپ ﷺ کی کمال درجہ کی تدبیر تھی جس میں قیامت تک آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لیے آپ ﷺ نے دنیا کے عیش و آرام سے منہ پھیر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جس صبر و ثبات اور عزم و حوصلے سے تمام لوگوں تک پہنچایا اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"ماشبع آل محمد صلی الله علیه وسلم منذ قدمه المدینة من طعامه برثلاث لیال تباعا حتی قبض"(15)

(محمد ﷺ کے گھر والوں کو مدینہ آنے کے بعد کبھی بھی تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کھانے کے لیے نہیں ملی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی روح قبض ہو گئی۔)

آپ ﷺ کی صفات عالیہ میں سے ایک صفت یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ جس کام کا حکم دیتے تھے یا جن باتوں کی دعوت دوسروں کو دیتے تھے۔ سب سے پہلے خود اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے تھے۔ جس کی گواہی اللہ تعالیٰ خود دیتا ہے:

"آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ" (16)

(رسول ان باتوں پر خود ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل کی گئی ہے۔)

لوگوں کے لیے مداومت عمل اور قول و عمل کی یکسانیت جیسی اعلیٰ اقدار میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے حسن اخلاق کی دنیا اپنے اندر اتنی وسعت رکھتی تھی جتنی قرآنی تعلیمات، اپنے ہوں یا بیگانے، دوست ہوں یا دشمن، چھوٹے ہوں یا بڑے، صلح ہو یا جنگ ہر موقع پر آپ ﷺ اپنے بلند ترین بے غرضانہ تعمیر سے بھرپور اخلاق کی رحمتیں نچھاور کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے واسطے کسی بھی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ ﷺ فوراً دے دیتے:

"فجاء رجل فاعطاه غنما بين جبلين، فرجع الى قومه، فقال: ياقوم اسلموا، فان محمد يعطى عطاء لايخشى الفاقه" (17)

(ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں پر بکریاں دے دیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا: اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد ﷺ اتنا کچھ دیتے ہیں کہ پھر احتیاج کا ڈر نہیں رہتا۔)

دیگر صفات کی طرح فیاضی بھی بے غرض اور بے مثال صفت نبوی ہے اور رہتی دنیا تک نمونہ انسانیت ہے۔ اسلامی فتوحات کے دور میں آپ ﷺ کے پاس بے پناہ دولت تھی لیکن آپ ﷺ نے جس سادگی کا راستہ اختیار کیا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ کسی نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر کا کام کیا کرتے تھے؟ تو آپؓ نے فرمایا:

"كان بشر امن البشر، يفلى ثوبه، ويحلب شاته، ويخدمه نفسه" (18)

(رسول اللہ انسانوں میں سے ایک انسان تھے اپنے کپڑوں سے جوئیں تلاش کرتے، اپنی بکری کا دودھ دوہتے اور اپنے ذاتی کام بھی خود ہی انجام دیتے تھے۔)

نبوت سے سرفراز ہو کر اور صاحب حکومت ہو کر ایسی سادگی اختیار کرنا رہتی دنیا تک تمام بنی نوع انسان کے لیے خصوصاً آج کے دور میں مادیت پرستی اختیار کرنے والوں کے لیے بے مثال اسوہ ہے۔ جسمانی قوت کے اعتبار سے بھی آپ ﷺ کی ذاتِ عالیہ مثالی تھی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، احسن الناس، وكان اجود الناس، و كان اشجع الناس، ولقد فزع اهل المدينة، ذات ليلة، فانطلق ناس قبل الصوت، فتلقا رسول الله صلى الله عليه وسلم راجعا، وقد سبقهم الى الصوت وهو على فرس لابى طلحة، عربى فى عنقة السيف، وهو يقول: لم تراعوا، لم تراعوا" (19)

(رسول اللہ سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والوں کو خوف ہوا جدھر سے آواز آرہی تھی ادھر لوگ چلے، راہ میں رسول اللہ ﷺ لوٹتے ہوئے ملے اور سب سے پہلے آپ تشریف لے گئے تھے آواز کی طرف سیدنا ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر جو ننگی پیٹھ تھا اور آپ کے گلے میں تلوار تھی اور فرماتے تھے کچھ ڈر نہیں، کچھ ڈر نہیں۔)

آپ ﷺ شجاعت میں اعلیٰ اور عزم واستقلال میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ عدل ومساوات اسلام کی وہ خوبی ہے جس کا اعتراف دنیا کی ہر قوم اور ہر شخص کرتا ہے۔ جس نے اسلام کو سچ کے زاویے سے جانچا ہے۔ اس نظام کو نافذ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جس مقدس ہستی کو منتخب کیا وہ عدل ومساوات کا پیکر تھا۔ ایک عورت نے آپ ﷺ کے زمانے میں چوری کی تو لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید کو سفارشی بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”یا اسامة ان بنی اسرائیل هلکوا بمثل هذا، کان اذا سرق فیهم اشریف ترکوه، وان سرق في هم الدون تطعوه ، وانها لوکانت فاطمة بنت محمد لقطعتها“(20)

(اسامہ ٹھہرو، بنی اسرائیل انہی جیسی چیزوں سے ہلاک ہوئے، جب ان میں کوئی اونچے طبقے کا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر ان میں کوئی نچلے طبقے کا آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ اگر اس جگہ فاطمہ بنت محمد بھی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔)

عصر حاضر میں دنیا کا ایک نعرہ ہے اپنی قوم کا ساتھ دو خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے اسوۂ سے ظاہر کر دیا کہ عدل ومساوات کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے خواہ آپ کا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔ دشمن سے بدلہ لینا قانونی حق ہے لیکن طاقت رکھتے ہوئے معاف کر دینا آپ ﷺ کا بہترین اسوۂ ہے۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں آرام کی غرض سے ایک درخت کے نیچے آ گئے ایک بدو جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے بتایا:

”میں سویا ہوا تھا اس بدو نے میری تلوار میان سے نکالی، جب بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے کہا کون ہے؟ جو آپ ﷺ کو مجھ سے بچائے گا میں نے کہا: اللہ ہے۔ یہ دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر آ نے اس سے کوئی انتقام نہیں لیا۔“(21)

آپ ﷺ کا حسن سلوک مسلمانوں کے ساتھ ہی ہیں بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی بہت اچھا تھا۔ آپ ﷺ ان سے رحم وعفو، انسانیت اور شرافت کا برتاؤ کرتے تھے۔ دشمن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا انسانی عظمت کی دلیل ہے اور آپ ﷺ سے بڑھ کر انسانیت نواز دنیا نے کبھی دیکھا نہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”وما انتقم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لنفسه الا ان تنتهک حرمة اللّٰه تعالیٰ فیتنقم اللّٰه بها“(22)

(اور رسول اللہ نے اپنی خاطر کبھی انتقام نہیں لیا اس صورت کے علاوہ کہ اللہ تعالیٰ کہ حرمت

کو پامال کیا جاتا ہو تو آپ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے اس سے بدلہ لیتے۔)

آپ ﷺ کی مثالی سیرت کے یہ چند پہلو ہیں جو آپ ﷺ کے اسوۂ اور عظیم اخلاق کی گواہی دیتے ہیں اور قیامت تک ہر دور کی بہتری کے لیے لازمی جز ہیں۔ بلاشبہ آپ ﷺ کا اسوۂ یہی ہے جس پر چل کر نوجوان نسل مختلف پیچیدگیوں اور تباہیوں سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔

تربیت معاشرے کی اہم ضرورت

انسان اپنے ماحول اور معاشرے کی پیداوار ہوتا ہے۔ معاشرے کے طور طریقے، رسم ورواج، عقائد اور بود و باش کا اس کی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ معاشرے میں بہت سے ادارے سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ خواہ ان کا تعلق سیاسی، معاشی، مذہبی اور رفاہی انجمنوں سے ہو انسان ان تمام سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک فرد کی اصلاح و بگاڑ کا دارومدار ان اداروں اور انجمنوں کے اچھے یا برے ہونے پر ہے۔ اسلام نے معاشرے کو صحیح راستے پر چلانے اور نوع انسانی کے لیے مفید بنانے کی خاطر اصول مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک تربیت یافتہ معاشرہ، مربی، معلم، حکومت دیگر ذمہ دار افراد سے ہی تشکیل پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (23)

(تم میں سے ایک جماعت موجود رہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کام بتلائے اور برے کاموں سے روکے اور یہ بھی لوگ با اعزاز و اکرام نجات پائیں گے۔)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ" (24)

(تم نیک جماعت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔)

ان آیات سے یہ اصول اخذ ہوا کہ معاشرہ اور اس کی رائے عامہ ہمیشہ بھلائی کی طرف بلانے اور برے کاموں سے روکنے کے لیے ہمہ وقت بیدار رہے اور لوگوں کی معصومانہ فطرت کو ان برائیوں سے گرد آلود نہ ہونے دے اور انہیں ہر موقع پر اسلام کے آداب سکھائے۔

معاشرہ کے تمام افراد کو اپنا تصور کرتے ہوئے اُن سے اپنائیت، خلوص، رحمت اور شفقت کا رویہ اپنایا جائے تا کہ اُن کے اندر احساس کمتری پروان نہ چڑھنے پائے اور وہ معاشرہ کے پُر امن شہری بن کر اُبھریں۔

معاشرے کے افراد کا آپس میں میل جول اور باہمی تعاون ہونا بہت ضروری ہے جس سے ایک معاشرے کو خاندان میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور اسے بھلائیوں کا مجسمہ بنایا جا سکتا ہے۔ ایسا معاشرہ افراد کے لیے بہترین تربیت گاہ ثابت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ" (25)

(اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور ظلم پر تعاون نہ دو اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سخت عذاب والا ہے۔)

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں معاشرہ کے افراد کا باہمی تعاون کتنا ضروری ہے۔ ایسے معاشرے کو رسول اللہ نے ایک جسم سے تعبیر کیا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

"المسلم اخو المسلم لایظلمه ولایسلمه من کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجة، و من فرج عن مسلم کربة فرج اللّٰه عنه بها کربة من کرب یومه القیامة، و من ستر مسلما ستره اللّٰه یومه القیامة" (26)

(مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو تباہی میں ڈالے جو شخص اپنے بھائی کے کام میں رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام میں رہے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر سے کوئی مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سے قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کرے گا اور جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔)

معاشرہ کے افراد کو باصلاحیت اور باکردار بنانے کے لیے ان کی تربیت اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے کی جائے۔ اجتماعی جذبات میں نوع انسانی کی محبت ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی محبت میں افراد پروان چڑھ کر معاشرے کے لیے محبت نچھاور کریں گے اور معاشرے کے ہر فرد مومن کو اپنا بھائی تصور کریں گے۔ کوئی غلطی ہونے پر معاشرہ اجتماعی ناراضگی، محرومی اور بائیکاٹ کے تادیبی ذرائع بھی اختیار کرنے کا حق رکھتا ہے تا کہ معاشرہ کو صحیح اور متوازن معیار پر رکھا جا سکے تا کہ یہ افراد معاشرہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر سکیں۔

الغرض آپ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اجتماعی دائرہ سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے گوشے تک ہر چیز میں رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی رحمت و شفقت تواضع وانکساری، شجاعت، جود وسخا، صبر و علم، غرض کے تمام مکارم اخلاق کا عمدہ اور قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ آپ ﷺ انسانیت کے لیے رہنما اور کامیابی کی ضمانت ہیں جس تہذیب و تمدن کو پروان چڑھانے کے لیے اپنا چین و آرام بھول گئے اسی تہذیب و تمدن سے ہم نے منہ موڑ لیا ہے۔ آج اہلِ اسلام کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کی سیرت سے دوری اختیار کر کے اپنے آپ کو اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔ اگر انفرادی اور اجتماعی رویوں پر نظر ثانی کی جائے اور سیرت رسول ﷺ کو اپنالیا جائے تو اس کے فوائد و ثمرات معاشرے پر اور معاشرے کے افراد پر فوراً اثر کریں گے۔ یہ اسوۂ نبوی اس لیے بھی ہے کہ ایسے مطیع و فرمانبردار افراد تیار کیے جائیں جو مالک حقیقی کے وفادار اور اس کی اہمیت پر اعتبار رکھنے والے ہوں یہاں آپ ﷺ کے تمام اوصاف حمیدہ کا ذکر کرنا ممکن نہیں لیکن یہ بات عیاں ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت (لطف و محبت، عملیت، جامعیت، بے ساختگی وغیرہ) روئے زمین پر بسنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے تاکہ کوئی انسان تشنگی کا شاکی نہ رہے۔

حوالہ جات

1۔ الجمعہ (۶۲) ۲

2۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ، محمد بن یزید قزوینی، السنن، کتاب الطھارۃ و سننھا، باب الاستجاء وبالحجارۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۷۳ء، حدیث نمبر ۳۱۳

3۔ الاحزاب (۳۳) ۲۱

4۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق، باب منہ، حدیث نمبر: ۲۴۸۸، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

5۔ بخاری، عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، حدیث نمبر: ۳۶۱۲، دار السلام، الریاض، الطبعۃ الثانیۃ، ذوالحجۃ ۱۴۱۹ھ

6۔ نسائی، ابو عبد اللہ، احمد بن شعیب بن علی، السنن، کتاب الاذان، باب اجتزاء المرء باذان غیرہ فی الحضر، حدیث نمبر: ۶۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۶ھ

7۔ ترمذی، جامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی کثرۃ الغضب، حدیث نمبر: ۲۰۲۰

8۔ البانی، محمد ناصر الدین، علامہ، سلسلہ احادیث صحیحہ، (مترجم): محمد محفوظ، احمد، انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور، س ن، ص: ۴/۶۵

9۔ بخاری، الصحیح، کتاب الاذان، باب من شکا امامہ اذا طول، حدیث نمبر:۷۰۴
10۔ الصحیح، کتاب العلم، باب ماکان النبی ﷺ یتخولھم بالمواعظۃ والعلم کی لاینفروا، حدیث نمبر:۶۸
11۔ الصحیح، کتاب المناقب الانصار، باب صفۃ ﷺ، حدیث نمبر:۳۵۶۰
12۔ القلم (۶۸) ۴
13۔ الاحزاب (۳۳) ۴۵-۴۶
14۔ الانعام (۶) ۳۳
15۔ بخاری، الصحیح، کتاب الرقائق، باب کیف کان عیشۃ النبی ﷺ واصحابہ۔۔۔، حدیث نمبر:۶۴۵۴
16۔ البقرہ (۲) ۲۸۵
17۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، الصحیح، کتاب فضائل صحابہ، باب فی سخانہ ﷺ، حدیث نمبر:۶۰۲۰، دار السلام، الریاض، الطبعۃ الثانیۃ، محرم ۱۴۲۱ھ
18۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الشمائل المحمدیۃ، (محقق: عزت عبید الدعاس) باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر: ۳۳۶، الناشر دار الحدیث، بیروت، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء
19۔ القشیری، الصحیح، کتاب فضائل صحابہ، باب شجاعتہ ﷺ، حدیث نمبر:۶۰۰۶
20۔ نسائی، السنن، کتاب قطع السارق، باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین۔۔۔، حدیث نمبر:۴۹۰۱
21۔ البانی، محمد ناصر الدین، علامہ، سلسلہ احادیث صحیحہ (مترجم): محمد محفوظ احمد، ص:۱/ ۲۰۰-۱۹۹
22۔ سجستانی، ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق، السنن، کتاب الادب، باب فی العفو والتجاوز فی الامر، حدیث نمبر:۴۷۸۵، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۳ء
23۔ آل عمران (۳) ۱۰۴
24۔ آل عمران (۳) ۱۱۰
25۔ المائدہ (۵) ۲
26۔ القشیری، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآدب، باب تحریم الظلم، حدیث نمبر:۶۵۷۸